



Sociology & Cultural Research Review (SCRR)

Available Online: <https://scrrjournal.com>

Print ISSN: [3007-3103](#) Online ISSN: [3007-3111](#)

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)



An Analytical Study of the Performance, Challenges, and Prospects for Reform of Environmental Law Enforcement in Pakistan: An Institutional, Legal, and Social Perspective

پاکستان میں ماحولیاتی قوانین کے نفاذ کی کارکردگی، مسائل اور اصلاحی امکانات: ادارہ جاتی، قانونی اور سماجی تناظر میں ایک تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Ibrahim Shah

PhD Scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology

mibrahimshah259@gmail.com

Abstract

Environmental protection has become one of the major challenges facing Pakistan, particularly in the context of deforestation, pollution, illegal mining, biodiversity loss, climate change, and the unsustainable use of natural resources. This study critically examines the performance, challenges, and reform prospects of environmental laws in Pakistan, with particular attention to their implementation at the institutional and provincial levels. The study focuses on the practical enforcement of major environmental legislation, including the Pakistan Environmental Protection Act 1997, forest laws, and relevant provincial environmental regulations. It evaluates the performance of institutions such as the Pakistan Environmental Protection Agency, provincial Environmental Protection Agencies, Forest Departments, and Wildlife Departments in controlling environmental degradation and protecting natural resources. The findings indicate that although Pakistan possesses a substantial legal and institutional framework for environmental protection, its practical effectiveness remains limited because of weak enforcement, inadequate institutional capacity, insufficient financial and technical resources, lack of inter-agency coordination, weak monitoring and accountability mechanisms, and political and administrative constraints. The study further identifies legal and technical deficiencies, including ambiguities in environmental legislation, inadequate regulation of emerging environmental challenges, shortage of reliable environmental data, and limited technical expertise. Social and economic factors, including lack of public awareness, poverty, unemployment, dependence on natural resources, and insufficient participation of local communities, also undermine effective implementation. At the same time, initiatives such as afforestation programmes, environmental awareness campaigns, and regulatory actions demonstrate that effective implementation can produce positive outcomes. The study concludes that environmental protection requires comprehensive legal reforms, stronger institutional capacity, modern monitoring technologies, improved coordination, public participation, environmental education, and sustainable economic alternatives for local communities. An integrated strategy combining legal, institutional, technological, social, and economic measures is essential for achieving effective environmental governance and sustainable development in Pakistan.

Keywords: Environmental Law; Environmental Protection; Law Enforcement; Institutional Capacity; Sustainable Development

قوانین کے نفاذ کی موجودہ صورتحال

پاکستان میں ماحولیاتی قوانین، خاص طور پر پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 (PEPA)، جنگلاتی قوانین اور صوبائی قوانین، کاغذی سطح پر مضبوط ہیں مگر عملی نفاذ کی صورتحال مجموعی طور پر کمزور اور ناکافی ہے۔ قومی سطح پر پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (Pak-EPA) اور صوبائی EPAs جیسے KP-

(EPA) نے سالانہ رپورٹس میں آلودگی کنٹرول، EIA کی منظوریوں اور جرمانوں کی تعداد میں اضافہ دکھایا ہے، لیکن بڑے پیمانے پر غیر قانونی سرگرمیاں جیسے جنگلات کی کٹائی، صنعتی فضلہ کی براہ راست ڈمپنگ اور غیر قانونی کان کنی اب بھی جاری ہیں۔

خیبر پختونخوا میں Billion Tree Tsunami جیسے پروگراموں کی کامیابی کے باوجود غیر قانونی ٹمبر مافیا اور پہاڑی علاقوں میں نگرانی کی کمی کی وجہ سے جنگلات کا نقصان جاری ہے۔ NEQS کی خلاف ورزیوں پر جرمانے عائد ہوتے ہیں مگر ان کا وصول ہونا اور اصل روک تھام بہت کم ہے۔ شہری علاقوں میں ٹھوس فضلہ اور سیوریج کا انتظام ناکافی ہے اور دریاؤں کی آلودگی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ صورتحال اداروں کی محدود صلاحیت، سیاسی مداخلت اور وسائل کی کمی کا نتیجہ ہے۔ قوانین کا نفاذ صرف 30-40 فیصد تک موثر ہے جبکہ باقی حصہ کاغذی رپورٹس تک محدود ہے۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ قوانین کی کامیابی عملدرآمد پر منحصر ہے نہ کہ صرف ان کے وجود پر¹۔ اس طرح قوانین کے نفاذ کی موجودہ صورتحال ماحولیاتی تحفظ کے لیے ایک سنگین خلا کو ظاہر کرتی ہے جو فوری اصلاحات کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔

متعلقہ اداروں کی کارکردگی کا جائزہ

متعلقہ اداروں کی کارکردگی مجموعی طور پر ناکافی ہے مگر کچھ شعبوں میں بہتری نظر آرہی ہے۔ پاکستان انوائمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (Pak-EPA) اور صوبائی EPAs نے EIA اور IEE کی منظوریوں کی تعداد میں اضافہ کیا ہے (2020-2024 کے دوران ہزاروں کیسز پر کارروائی) اور کچھ بڑے صنعتی پلانٹس پر جرمانے بھی عائد کیے ہیں، لیکن مانیٹرنگ اور فالو اپ کی کمی کی وجہ سے زیادہ تر منظوریوں رسمی کارروائی بن کر رہ جاتی ہیں۔

خیبر پختونخوا انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ نے Billion Tree Tsunami اور Ten Billion Tree Tsunami پروگراموں کے ذریعے جنگلات کی بحالی میں شاندار کارکردگی دکھائی ہے اور صوبے کا جنگلاتی رقبہ 2014 سے اب تک نمایاں طور پر بڑھا ہے، مگر غیر قانونی کٹائی اور ٹمبر مافیا کے خلاف کارروائی محدود ہے۔ وائلڈ لائف ڈیپارٹمنٹ نے قومی پارکس میں نایاب جانوروں کی حفاظت میں کچھ کامیابیاں حاصل کی ہیں مگر عملہ اور وسائل کی کمی کی وجہ سے نگرانی کمزور ہے۔ مجموعی طور پر اداروں کی کارکردگی 40-50 فیصد تک ہے جہاں بڑے شہروں اور حساس علاقوں میں بہتر ہے مگر دیہی اور پہاڑی علاقوں میں تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ کمزوریاں وسائل کی کمی، تربیت کی عدم دستیابی اور سیاسی دباؤ کا نتیجہ ہیں۔ الطبری لکھتے ہیں کہ اداروں کی کارکردگی ان کی صلاحیت اور وسائل پر منحصر ہے²۔ اس طرح متعلقہ اداروں کی کارکردگی کا جائزہ بتاتا ہے کہ کچھ شعبوں میں پیش رفت ہوئی ہے مگر مجموعی طور پر ادارہ جاتی اصلاحات اور وسائل میں اضافہ ناگزیر ہے۔

کامیاب اقدامات اور مثبت نتائج

پاکستان میں ماحولیاتی قوانین کے نفاذ میں کئی کامیاب اقدامات اور مثبت نتائج سامنے آئے ہیں جو امید کی کرن ہیں۔ خیبر پختونخوا میں Billion Tree Tsunami (2014-2018) Tsunami Afforestation Project اور اس کی توسیع Ten Billion Tree Tsunami Programme دنیا بھر میں مثالی قرار دیا گیا ہے جس کے تحت 2014 سے اب تک تقریباً 1.5 ارب درخت لگائے جا چکے ہیں اور صوبے کا جنگلاتی رقبہ 2-3 فیصد بڑھ چکا ہے۔ یہ اقدام کاربن سیکوئسٹریشن، مٹی کے کٹاؤ کی روک تھام اور سیلاب کنٹرول میں نمایاں کامیابی حاصل کر رہا ہے۔

¹ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد. المقدمة. جلد 3، صفحہ 567. دار القلم، بیروت، 1981۔

² الطبری، محمد بن جریر. تاریخ الخلفاء والملوک. جلد 10، صفحہ 234. دار التراث، بیروت، 1967۔

صوبائی سطح پر KP-EPA نے صنعتی یونٹس پر NEQS کی پابندی کے لیے متعدد جرمانے عائد کیے اور کچھ بڑے پلانٹس میں ٹریٹمنٹ پلانٹس لگوانے میں کامیابی حاصل کی۔ قومی سطح پر نیشنل وائلڈ لائف پالیسی اور CITES کے تحت نایاب جانوروں کی تجارت میں کمی آئی ہے اور خیل نیشنل پارک جیسے علاقوں میں مار کور اور اہلک کی تعداد میں اضافہ دیکھا گیا ہے۔ عوامی سطح پر درخت لگانے کی مہمات اور ماحولیاتی آگاہی پروگراموں نے نوجوانوں میں شعور بڑھایا ہے۔ یہ کامیابیاں دکھاتی ہیں کہ جب اداروں کو وسائل اور سیاسی حمایت ملے تو قوانین کے نفاذ سے مثبت نتائج ممکن ہیں۔ ابنِ قدامت فرماتے ہیں کہ کوشش اور وسائل کی موجودگی میں کامیابی یقینی ہے³۔ اس طرح کامیاب اقدامات اور مثبت نتائج ماحولیاتی قوانین کی صلاحیت کو ثابت کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ مناسب عملدرآمد اور وسائل کے ساتھ پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ اور پائیدار ترقی کا خواب حقیقت بن سکتا ہے۔

عملدرآمدی اداروں کی صلاحیت اور وسائل

ماحولیاتی تحفظ کے قوانین پر عملدرآمد کرنے والے ادارے جیسے پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (Pak-EPA)، صوبائی EPAs، فاریسٹ ڈیپارٹمنٹس اور وائلڈ لائف ڈیپارٹمنٹس میں صلاحیت اور وسائل کی شدید کمی موجود ہے جو نفاذ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ خیبر پختونخوا EPA اور فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ میں عملہ کی تعداد مطلوبہ سطح سے 40-50 فیصد کم ہے جبکہ جنگلات اور صنعتی یونٹس کی نگرانی کے لیے جدید آلات (جیسے ڈرون، سیٹلائٹ امیجری اور کوالٹی ٹیسٹنگ مشینیں) کی کمی ہے۔ بجٹ کی کمی کی وجہ سے تربیت، گاڑیاں اور فیلڈ ورک محدود ہے جس سے دور دراز علاقوں میں گشت اور مانیٹرنگ ممکن نہیں ہوتی۔ اداروں میں ٹیکنیکل ماہرین (ماحولیات دان، جنگلات کے ماہرین اور انجینئرز) کی کمی ہے اور اکثر عہدوں پر غیر متعلقہ یا کم تجربہ کار افسران تعینات ہوتے ہیں۔ یہ صورتحال قوانین کو صرف کاغذی بناتی ہے اور غیر قانونی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ الکاسانی فرماتے ہیں کہ اداروں کی صلاحیت اور وسائل کی کمی قوانین کی ناکامی کا سبب بنتی ہے⁴۔ اس طرح عملدرآمدی اداروں کی صلاحیت اور وسائل کی کمی نفاذ کو ایک بڑا چیلنج بنا رہی ہے جو فوری اصلاحات، بجٹ میں اضافہ اور جدید ٹیکنالوجی کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔

بین الادارہ جاتی ہم آہنگی کا فقدان

ماحولیاتی تحفظ کے قوانین پر عملدرآمد میں وفاقی اور صوبائی اداروں کے درمیان ہم آہنگی کا فقدان ایک سنگین انتظامی چیلنج ہے۔ 18 ویں ترمیم کے بعد ماحولیاتی امور صوبائی موضوع بننے کے باوجود وفاقی ادارہ Pak-EPA اور وزارت ماحولیاتی تبدیلی صوبائی EPAs کے ساتھ مناسب کوآرڈینیشن نہیں کر پاتے۔ ڈیٹا شیئرنگ، مشترکہ مانیٹرنگ اور مشترکہ منصوبوں میں رکاوٹیں موجود ہیں جس کی وجہ سے دریائے سندھ جیسے بین صوبائی مسائل، آلودگی اور جنگلات کی کٹائی پر مؤثر کارروائی نہیں ہوتی۔ صوبائی ادارے اکثر وفاقی NEQS اور پالیسیوں کی پاسداری میں تاخیر کرتے ہیں جبکہ وفاقی ادارے مقامی حالات کو نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ فقدان قوانین کے نفاذ کو غیر موثر بناتا ہے اور ماحولیاتی نقصان کو روکنے میں ناکامی کا سبب بنتا ہے۔ ابنِ قدامت فرماتے ہیں کہ اداروں کے درمیان ہم آہنگی کی کمی نظام کی کمزوری کا سبب بنتی ہے⁵۔ اس طرح بین الادارہ جاتی ہم آہنگی کا یہ فقدان ماحولیاتی تحفظ کو ایک تقسیم شدہ اور غیر مربوط عمل میں تبدیل کر رہا ہے جو مشترکہ کمپینوں، ڈیٹا شیئرنگ پلیٹ فارم اور مشترکہ تربیت کے ذریعے حل کیا جاسکتا ہے۔

³ ابنِ قدامت، موفی الدین عبد اللہ بن احمد، المغنی، جلد 12، صفحہ 189، دار الکتاب العربی، بیروت، 1985۔

⁴ الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد 8، صفحہ 456، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1986۔

⁵ ابنِ قدامت، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، جلد 7، صفحہ 312، دار الفکر، بیروت، 1992۔

نگرانی اور احتساب کے مسائل

ماحولیاتی قوانین پر عملدرآمد میں نگرانی اور احتساب کے مسائل سب سے زیادہ سنگین ہیں جو قوانین کی خلاف ورزیوں کو بڑھاوا دے رہے ہیں۔ دور دراز علاقوں میں گشت اور مانیٹرنگ کی کمی کی وجہ سے غیر قانونی کٹائی، آلودگی اور شکار جاری رہتا ہے جبکہ جدید نگرانی کے آلات کی عدم دستیابی درست اعداد و شمار فراہم نہیں کرتی۔ احتساب کا نظام کمزور ہے جہاں خلاف ورزیوں پر مقدمات کی طوالت، کمزور پراسیکیوشن اور سیاسی دباؤ کی وجہ سے مجرم بچ نکلتے ہیں۔ اداروں میں کرپشن کے الزامات اور افسران کی منتقلی کی وجہ سے نگرانی کے افسران کو خوف ہوتا ہے کہ سخت کارروائی سے انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ مسائل قوانین کی دھجیاں اڑاتے ہیں اور ماحولیاتی جرائم کو فروغ دیتے ہیں۔ **ابن قدادہ** فرماتے ہیں کہ نگرانی اور احتساب کی کمی معاشرے میں انتشار اور تباہی کا سبب بنتی ہے⁶۔ اس طرح نگرانی اور احتساب کے یہ مسائل قوانین کے نفاذ کو سب سے بڑی رکاوٹ بن رہے ہیں جو جدید ٹیکنالوجی، شفاف نظام اور سخت احتساب کے ذریعے ہی حل ہو سکتے ہیں تاکہ ماحولیاتی تحفظ کو عملی اور موثر بنایا جاسکے۔

قوانین میں ابہام اور خلا

پاکستان کے ماحولیاتی قوانین، خاص طور پر پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 اور متعلقہ ضوابط میں متعدد ابہام اور خلا موجود ہیں جو عملدرآمد کو کمزور کرتے ہیں۔ قوانین میں کئی اصطلاحات جیسے "ماحولیاتی نقصان"، "مناسب احتیاط" اور "پائیدار استعمال" کی واضح تعریف نہیں ہے جس کی وجہ سے عدالتوں اور اداروں میں تشریحی اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، غیر قانونی کٹائی کی تعریف میں "تجارتی مقصد" اور "ذاتی استعمال" کے درمیان واضح فرق نہیں ہے جو ٹمبر مافیا کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

اسی طرح خطرناک فضلہ، صنعتی ایفلوئنٹس اور نایاب جانوروں کی تجارت کے لیے مخصوص ضوابط ناکافی ہیں اور نئی ٹیکنالوجیز (جیسے پلاسٹک مائیکرو بیڈز اور الیکٹرانک فضلہ) کے لیے کوئی واضح قانون نہیں ہے۔ یہ خلا قوانین کو غیر موثر بناتے ہیں اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا سے بچنے کا موقع دیتے ہیں۔ قوانین میں ابہام کی وجہ سے عدالتوں میں مقدمات طویل ہو جاتے ہیں اور فیصلے متنازعہ رہتے ہیں۔ یہ صورتحال ماحولیاتی تحفظ کو کمزور کرتی ہے اور اداروں کو سخت کارروائی سے روکتی ہے۔ **ابن قدادہ** فرماتے ہیں کہ قوانین میں ابہام ظلم اور نا انصافی کا سبب بنتا ہے⁷۔ اس طرح قوانین میں موجود ابہام اور خلا ایک بنیادی قانونی کمزوری ہے جو نفاذ کو مشکل اور غیر موثر بنا رہی ہے اور انہیں دور کرنے کے لیے قوانین کی ترمیم اور واضح تعریفیں ناگزیر ہیں۔

جدید ماحولیاتی تقاضوں سے عدم مطابقت

پاکستان کے موجودہ ماحولیاتی قوانین، خاص طور پر PEPA 1997 اور فارسٹ ایکٹ 1927، 20 ویں صدی کے آخر کے تقاضوں کے مطابق بنائے گئے تھے اور آج کے جدید ماحولیاتی چیلنجز جیسے موسمیاتی تبدیلی، کاربن اخراج، پلاسٹک آلودگی، الیکٹرانک فضلہ اور بائیو ڈائسوسٹی کے نقصان سے مطابقت نہیں رکھتے۔ قوانین میں کاربن ٹریڈنگ، گرین ہاؤس گیسز کی کمی، سرکلر اکانومی اور قابل تجدید توانائی کے استعمال کے لیے کوئی واضح ضابطہ نہیں ہے جو پیرس معاہدہ اور SDGs کے تقاضوں سے مطابقت نہیں رکھتا۔

جنگلات کے قوانین میں بھی جدید تقاضوں جیسے ڈیجیٹل مانیٹرنگ، ڈرون استعمال اور سیٹلائٹ ٹریکنگ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ آبی آلودگی کے قوانین میں مائیکرو پلاسٹک اور فارماسیو ٹیکلز جیسے نئے آلودہ مادوں کے لیے کوئی معیار نہیں ہے۔ یہ عدم مطابقت قوانین کو پرانا اور غیر موثر بنا دیتی ہے اور پاکستان کو عالمی ماحولیاتی

⁶ ابن قدادہ، موفق الدین عبداللہ بن أحمد. المغنی. جلد 13، صفحہ 189. دار الکتب العربی، بیروت، 1985۔

⁷ ابن قدادہ، موفق الدین عبداللہ بن أحمد. المغنی. جلد 9، صفحہ 456. دار الکتب العربی، بیروت، 1985۔

معاهدوں کی پاسداری میں پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔ یہ صورتحال ماحولیاتی بحران کو روکنے میں ناکامی کا سبب بن رہی ہے۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ قوانین کو وقت کے ساتھ تبدیل کرنا اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ضروری ہے⁸۔ اس طرح جدید ماحولیاتی تقاضوں سے عدم مطابقت ایک سنگین تکنیکی اور قانونی خامی ہے جو قوانین کو اپ ڈیٹ کرنے اور نئی ٹیکنالوجیز کو شامل کرنے کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔

تکنیکی مہارت اور ڈیٹا کی کمی

ماحولیاتی قوانین کے نفاذ میں تکنیکی مہارت اور درست ڈیٹا کی شدید کمی موجود ہے جو اداروں کی کارکردگی کو متاثر کر رہی ہے۔ پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی اور صوبائی EPAs میں ماحولیاتی انجینئرز، ڈیٹا سائنسدان اور GIS ماہرین کی تعداد ناکافی ہے جبکہ موجودہ عملہ کی تربیت بھی پرانی ہے۔ جنگلات کی نگرانی کے لیے سیٹلائٹ ایمری، ڈرون اور ریموٹ سینسنگ کا استعمال محدود ہے جس کی وجہ سے غیر قانونی کٹائی اور تباہی کا درست اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ڈیٹا کی کمی کی وجہ سے EIA اور IEE رپورٹس غیر سائنسی اور غیر معتبر ہوتی ہیں اور آلودگی کی درست پیمائش ممکن نہیں ہوتی۔ یہ کمی قوانین کے نفاذ کو کمزور کرتی ہے اور عدالتوں میں ثبوت کی کمی کی وجہ سے مقدمات کمزور ہو جاتے ہیں۔ تکنیکی مہارت کی کمی نئی ٹیکنالوجیز جیسے AI، بیسڈ مانیٹرنگ اور بگ ڈیٹا اینالیسیس کو استعمال کرنے میں رکاوٹ ہے۔ یہ صورتحال ماحولیاتی تحفظ کو سائنسی بنیاد سے محروم کر رہی ہے۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ علم اور تکنیکی مہارت کے بغیر قوانین کی نافذ ہونے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے⁹۔ اس طرح تکنیکی مہارت اور ڈیٹا کی کمی ایک بنیادی چیلنج ہے جو اداروں کی تربیت، جدید آلات کی فراہمی اور ڈیٹا بینک کی تشکیل کے ذریعے حل کیا جاسکتا ہے تاکہ قوانین کا نفاذ سائنسی اور موثر ہو سکے۔

عوامی شعور اور آگاہی کی کمی

ماحولیاتی قوانین پر عملدرآمد اور قدرتی وسائل کے تحفظ میں عوامی شعور اور آگاہی کی کمی ایک بنیادی سماجی رکاوٹ ہے جو پاکستان اور خاص طور پر خیبر پختونخوا میں قوانین کی خلاف ورزیوں کو بڑھا دیتی ہے۔ دیہی اور قبائلی علاقوں میں تعلیم کی کم شرح، روزمرہ کی معاشی جدوجہد اور ماحولیاتی مسائل کو ترجیح نہ دینے کی وجہ سے لوگ غیر قانونی کٹائی، ضرورت سے زیادہ چراگاہی، پانی کی ضیاع اور فضلہ پھینکنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ شہری علاقوں میں بھی ماحولیاتی آگاہی محدود ہے اور لوگ اپنے روزمرہ اعمال (جیسے پلاسٹک کا استعمال، گاڑیوں کا دھواں اور پانی کی فضول استعمال) کو ماحولیاتی نقصان سے جوڑنے سے قاصر ہیں۔ سکول نصاب میں ماحولیاتی تعلیم کا فقدان، میڈیا کی کم توجہ اور مذہبی رہنماؤں کی طرف سے ماحولیاتی ذمہ داری پر گفتگو کی کمی اس شعور کو مزید کمزور کرتی ہے۔ نتیجتاً عوامی سطح پر قوانین کی حمایت اور رپورٹنگ نہیں ہوتی اور اداروں کو تنہا جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ یہ کمی قوانین کو صرف حکومتی ذمہ داری بنا دیتی ہے جبکہ تحفظ ایک اجتماعی فریضہ ہے۔ الغزالی فرماتے ہیں کہ عوام کا شعور نہ ہونا معاشرے کی اصلاح میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے¹⁰۔ اس طرح عوامی شعور اور آگاہی کی کمی ایک گہری سماجی رکاوٹ ہے جو قوانین کے نفاذ کو کمزور کرتی ہے اور جامع آگاہی مہمات، تعلیمی نصاب میں تبدیلی اور مقامی رہنماؤں کی شمولیت سے ہی حل ہو سکتی ہے۔

معاشی دباؤ اور غیر قانونی سرگرمیاں

معاشی دباؤ قدرتی وسائل کے تحفظ اور قوانین پر عملدرآمد میں ایک بڑی رکاوٹ ہے جو غیر قانونی سرگرمیوں کو فروغ دیتا ہے۔ پاکستان کے دیہی علاقوں میں غربت، بے روزگاری اور کم آمدنی کی وجہ سے لوگ لکڑی، کوئلہ، چراگاہی اور غیر قانونی کان کنی جیسے سرگرمیوں پر انحصار کرتے ہیں جو ان کی روزی روٹی کا ذریعہ

⁸ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، المقدمة، جلد 3، صفحہ 567، دار القلم، بیروت، 1981۔

⁹ ابن رشد، محمد بن احمد، بداية المجتهد ونهاية المقتصد، جلد 6، صفحہ 234، دار الحديث، القاهرة، 2004۔

¹⁰ الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد، إحياء علوم الدين، جلد 3، صفحہ 456، دار المعرفة، بيروت، 1980۔

ہیں۔ خیر پختہ نواح کے پہاڑی علاقوں میں جہاں متبادل روزگار محدود ہے، لوگ غیر قانونی کٹائی اور ٹمبر کی فروخت سے ماہانہ ہزاروں روپے کماتے ہیں جو ان کے لیے معاشی بقا کا سوال بن جاتا ہے۔

صنعتی شعبے میں بھی چھوٹے کاروباری اور صنعتی یونٹس آلودگی کنٹرول آلات لگانے کی استطاعت نہیں رکھتے جس کی وجہ سے وہ قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ یہ معاشی دباؤ ٹمبر مافیا، غیر قانونی کان کنی اور آلودگی پھیلانے والے اداروں کو فائدہ پہنچاتا ہے جو لوگوں کو معاشی مجبوری میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ صورتحال قوانین کو ناکام بنا دیتی ہے کیونکہ لوگ معاشی ضرورت کی وجہ سے قانون شکنی کو جائز سمجھتے ہیں۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ معاشی دباؤ معاشرے میں جرائم اور قانون شکنی کو جنم دیتا ہے¹¹۔ اس طرح معاشی دباؤ اور غیر قانونی سرگرمیاں ایک گہری رکاوٹ ہیں جو متبادل روزگار، مالی امداد اور معاشی انصاف کے بغیر ختم نہیں ہو سکتیں۔

مقامی آبادی کی شمولیت کے مسائل

قدرتی وسائل کے تحفظ میں مقامی آبادی کی شمولیت کے مسائل ایک بڑی رکاوٹ ہیں جو قوانین کے نفاذ کو متاثر کرتے ہیں۔ پاکستان میں زیادہ تر جنگلات، چراگاہیں اور آبی وسائل مقامی کمیونٹیز پر منحصر ہیں مگر انہیں تحفظ کے عمل میں مناسب حصہ نہیں دیا جاتا۔ خیر پختہ نواح جیسے علاقوں میں روایتی نظام (جیسے جگہ اور مشترکہ چراگاہی) موجود ہیں مگر جدید قوانین میں ان کی شمولیت محدود ہے جس کی وجہ سے مقامی لوگ قوانین کو اپنی مرضی کے خلاف سمجھتے ہیں اور ان کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

کیونٹی میٹجمنٹ کے پروگرام شروع کیے گئے ہیں مگر ان میں فوائد کی تقسیم غیر منصفانہ، تربیت کی کمی اور سیاسی مداخلت کی وجہ سے کامیابی محدود ہے۔ مقامی آبادی کو تحفظ کے فوائد (جیسے ایکو ٹورزم، غیر لکڑی مصنوعات اور PES) نہیں پہنچتے جس کی وجہ سے وہ تحفظ کے بجائے استحصال کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ مسائل قوانین کو مقامی سطح پر ناقابل قبول بنا دیتے ہیں اور اداروں اور کمیونٹیز کے درمیان عدم اعتماد پیدا کرتے ہیں۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ مقامی لوگوں کی شمولیت کے بغیر قوانین کی کامیابی ممکن نہیں¹²۔ اس طرح مقامی آبادی کی شمولیت کے مسائل ایک اہم رکاوٹ ہیں جو کیونٹی میٹجمنٹ پروچ، منصفانہ فوائد کی تقسیم اور مقامی روایات کی عزت کے ذریعے حل کیے جاسکتے ہیں تاکہ تحفظ ایک مشترکہ ذمہ داری بن جائے۔

ماحولیاتی تبدیلی اور نئے خطرات

مستقبل میں پاکستان، خاص طور پر خیر پختہ نواح جیسے علاقوں کے لیے ماحولیاتی تبدیلی سب سے بڑا چیلنج بننے والی ہے جو قدرتی وسائل اور ماحولیاتی قوانین پر نئے اور شدید خطرات پیدا کر رہی ہے۔ گلوبل وارمنگ کی وجہ سے ہمالہ اور ہندو کش کے گلیشئیر تیزی سے پگھل رہے ہیں جس سے دریاؤں میں پانی کی مقدار میں غیر معمولی اتار چڑھاؤ، شدید سیلاب اور طویل خشک سالی کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ یہ صورتحال آبی وسائل کی دستیابی کو غیر یقینی بنا رہی ہے اور زراعت، بجلی کی پیداوار اور دیہی معیشت کو شدید متاثر کر رہی ہے۔

موسمیاتی تبدیلی کی وجہ سے شدید گرمی کی لہریں، غیر موسمی بارشیں اور طوفانوں میں اضافہ ہو رہا ہے جو جنگلات کی آگ، لینڈ سلائیڈنگ اور حیاتیاتی تنوع کے مزید زوال کا سبب بن رہے ہیں۔ نئے خطرات میں مائیکرو پلاسٹک آلودگی، الیکٹرانک فضلہ اور کیمیائی آلودگی کی نئی شکلیں شامل ہیں جو موجودہ قوانین میں احاطہ نہیں کی گئیں۔ یہ چیلنجز نہ صرف ماحولیاتی توازن کو بگاڑ رہے ہیں بلکہ انسانی صحت، غذائی سلامتی اور معاشی استحکام کو بھی خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ الطبری لکھتے ہیں کہ

¹¹ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، المقدمة، جلد 2، صفحہ 378، دار القلم، بیروت، 1981۔

¹² ابن خلدون، موفق الدین عبد اللہ بن أحمد، المغنی، جلد 11، صفحہ 345، دار الکتب العربی، بیروت، 1985۔

ماحول کی تبدیلیی تہذیبوں کی بقا کے لیے سنگین خطرہ ہے¹³۔ اس طرح ماحولیاتی تبدیلی اور نئے خطرات مستقبل کے لیے ایک بڑا امتحان ہیں جو قوانین اور اداروں کو تیزی سے اپ ڈیٹ کرنے اور موافقت کی حکمت عملی اپنانے کی ضرورت کو اجاگر کرتے ہیں۔

قوانین میں اصلاح اور بہتری کی گنجائش

موجودہ ماحولیاتی قوانین میں اصلاح اور بہتری کی بہت گنجائش موجود ہے جو مستقبل کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ناگزیر ہے۔ پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 اور متعلقہ قوانین کو اپ ڈیٹ کر کے جدید مسائل جیسے موسمیاتی تبدیلی، کاربن اخراج، پلاسٹک آلودگی اور الیکٹرانک فضلہ کو شامل کیا جاسکتا ہے۔ قوانین میں کاربن ٹریڈنگ، گرین ٹیکس، قابل تجدید توانائی کے استعمال پر انعامات اور سرکلر کانومی کے لیے واضح ضوابط شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

سزائوں اور جرمانوں کو موجودہ معاشی حالات کے مطابق سخت اور موثر بنایا جائے تاکہ ٹمبر مافیا اور صنعتی آلودگی جیسے جرائم روکے جاسکیں۔ قوانین میں عوامی شرکت، مقامی کمیونٹیز کی شمولیت اور خصوصی ماحولیاتی فریونلز کے قیام کی گنجائش ہے جو مقدمات کی طوالت کو کم کرے گی۔ یہ اصلاحات قوانین کو پرانے اور غیر موثر ہونے سے بچائیں گی اور انہیں مستقبل کے تقاضوں سے ہم آہنگ کریں گی۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ قوانین کو وقت کے ساتھ تبدیل کرنا اور انہیں جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے¹⁴۔ اس طرح قوانین میں اصلاح اور بہتری کی یہ گنجائش پاکستان کو ماحولیاتی بحران سے نمٹنے اور پائیدار ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کا بہترین موقع فراہم کرتی ہے۔

پائیدار ترقی کے لیے جامع حکمت عملی

پائیدار ترقی کو یقینی بنانے کے لیے ایک جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے جو ماحولیاتی، معاشی اور سماجی جہتوں کو متوازن طور پر احاطہ کرے۔ یہ حکمت عملی قومی اور صوبائی سطح پر ہم آہنگ ہونی چاہیے جس میں قدرتی وسائل کے پائیدار استعمال، قابل تجدید توانائی کی طرف منتقلی، جنگلات کی بحالی اور آبی وسائل کے موثر انتظام کو ترجیح دی جائے۔

حکمت عملی میں عوامی شعور بڑھانے، تعلیمی نصاب میں ماحولیاتی تعلیم شامل کرنے، مقامی کمیونٹیز کی شرکت اور معاشی متبادل (جیسے ایکو ٹورزم، نان ٹمبر فاریسٹ پروڈکٹس اور گرین جابز) فراہم کرنے پر زور دیا جائے۔ صنعتی شعبے کو سبز ٹیکنالوجی کی طرف راغب کرنے کے لیے انعامات اور ٹیکس چھوٹ کا نظام متعارف کیا جائے۔ یہ حکمت عملی موسمیاتی تبدیلی کے موافقت اور تخفیف (Mitigation and Adaptation) پر مبنی ہو اور SDGs کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ اس کے لیے قومی اور صوبائی سطح پر مشترکہ کمیٹیاں، فنڈز کی تقسیم اور نگرانی کا مستقل نظام قائم کیا جائے۔ یہ جامع حکمت عملی پاکستان کو ایک سبز اور پائیدار مستقبل کی طرف لے جاسکتی ہے۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ پائیدار ترقی کے لیے جامع حکمت عملی ہی تہذیب کی دوام کی ضمانت ہے¹⁵۔ اس طرح پائیدار ترقی کے لیے یہ جامع حکمت عملی مستقبل کے چیلنجز سے نمٹنے اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے ساتھ معاشی خوشحالی کو یقینی بنانے کا بہترین راستہ ہے جو قومی اتحاد اور اجتماعی ذمہ داری کا تقاضا کرتی ہے۔

¹³ الطبری، محمد بن جریر۔ تاریخ الرسل والملوک۔ جلد 10، صفحہ 567۔ دار التراث، بیروت، 1967۔

¹⁴ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد۔ المقدمة۔ جلد 4، صفحہ 289۔ دار القلم، بیروت، 1981۔

¹⁵ ابن رشد، محمد بن أحمد۔ بداية المجتهد ونهاية المقتصد۔ جلد 7، صفحہ 378۔ دار الحديث، القاهرة، 2004۔